

Anayetullahi Ansari

Assistant Professor Department of URDU
RBGR Collage Maharajganj SIWAN Bihar
Contact No. 903143 1678 / 6201471567
Email : anayetullahansari@rediffmail.com

عنایت اللہ انصاری

اسٹنٹ پروفیسر شعبہ اردو
آر بی جی آر کالج مہراج گنج سیوان، بہار

“ Mazamin e Patrus (Sawere jo kal miri Aankh khuli”

BA Urdu (Hons) Part-II (Paper-III)

”مضامین پطرس“

(سورے جو کل میری آنکھ کھلی، کا تنقیدی جائزہ)

”سورے کل جو میری آنکھ کھلی“ مضامین پطرس میں شامل

”احمد شاہ پطرس بخاری“ کا کامیاب ترین انشائیہ ہے۔ جو رسالہ ”پنکھڑیاں“ میں شائع ہوا اور ”پطرس“ دیکھتے دیکھتے لاکھوں پڑھنے والوں کے چہیتے بن گئے۔ اس انشائیہ کا آغاز ہی اس بات کا اعلان کر دیتا ہے کہ انشائیہ نگار انشاء پردازی کی مہارت کے ساتھ ساتھ مزاح نگاری کے فن سے بھی پوری طرح واقف ہے۔ ملاحظہ ہو یہ اقتباس:

”گیدڑ کی جب موت آتی ہے تو شہر کی طرف بھاگتا ہے۔ ہماری جو شامت آئی تو ایک دن اپنے پڑوسی ”لالہ کرپاشنکر جی برہمچاری“ سے برسبیل تذکرہ کہہ بیٹھے کہ لالہ جی! امتحان کے دن قریب آئے جاتے ہیں، آپ سحر خیز ہیں، ذرا ہمیں بھی جگا دیجئے گا۔

وہ حضرت بھی معلوم ہوتا تھا بھوکے بیٹھے تھے۔ دوسرے دن اٹھتے ہی انہوں نے ہمارے دروازے پر مٹکے بازی شروع کر دی۔ کچھ دیر ہم سمجھے کہ خواب ہے ابھی سے کیا فکر کرنا، جب جاگے گیس لاحول پڑھ لیں گے، لیکن گولہ باری لمحہ بہ لمحہ تیز ہوتی گئی اور صاحب، جب کمرے کی چوبی دیواریں لرزنے لگیں، صراحی پہ رکھا گلاس جلت رنگ کی طرح بجنے لگا، تو بیداری کا قائل ہونا ہی پڑا۔

غرض ابتداء سے ہی ”پطرس“ نے قاری کے ذہن کو اپنی گرفت میں لے لیا ہے کہ اب ہر لمحہ اسے مزے دار باتیں سننے کو ملیں گی۔ آگے چل کر ”پطرس“ نے لالہ جی کے اٹھانے کے عمل کو جس فنکارانہ انداز اور لفظی بازی گری کے ساتھ ہمارے سامنے پیش کیا ہے کہ وہ ہمیں نہ صرف مسکرا نے پر مجبور کر دیتا ہے، بلکہ ہم بعض اوقات ہم اپنے قہقہے بھی نہیں روک پاتے۔ پر مزاح جملے، اور خوبصورت تشبیہات و تلمیحات کے ساتھ انہوں نے اس بھونچال کا ذکر کیا ہے جو لالہ جی نے انہیں اٹھانے کے لئے پیدا کر دیا تھا۔ مثلاً:

”مگر دروازہ ہے کہ لگا تار کھٹکھٹایا جا رہا ہے۔ میں کیا میرے آباء و اجداد کی روحیں اور میری قسمت خوابیدہ بھی جاگ اٹھی ہوگی۔..... یہ سوئے ہوئے کو جگا رہے ہیں یا مردے کو جگا رہے ہیں۔ حضرت عیسیٰ بھی تو واجبی طور پر قم، کہ دیتے ہوں گے، زندہ ہو گیا تو ہو گیا، نہیں تو چھوڑ دیا۔ مردے کے پیچھے لٹھ لے کر تھوڑے ہی پڑ جاتے تھے؟ تو پس تھوڑے داغتے تھے؟“۔

پورے انشائیے میں پر لطف اور مزاح سے بھرے جملے قوس و قزح کے مانند اپنے جلوے بکھیرے نظر آتے ہیں، جنہیں پڑھ کر قاری نہ صرف ہنستا ہے بلکہ بعض اوقات تو قہقہہ بھی لگا اٹھتا ہے۔

پطرس نے پورے انشائیہ میں لفظوں کے الٹ پھیر، جملوں کی بیساختگی و برجستگی اور کہاوتوں و تلمیحات نیز تشبیہات کے سہارے جو رنگ بھرا ہے وہ اسے ایک خاصے کی چیز بنا دیتی ہے۔ ان کا یہ انشائیہ ”سویرے جو کل میری آنکھ کھلی“ اردو انشائیہ میں ایک اضافے کی حیثیت رکھتا ہے۔

